

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قادیانی دعویٰ مجدد و مہدی

اور

مسیح کا جائزہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

WWW.NAFSEISLAM.COM

مؤلف:

جناب عبدالستار انصاری صاحب

انتساب

حضرت علامہ، شیخ القرآن، ابوالحقائق
پیر محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی، چشتی، نظامی نور اللہ مرقدہ

کے نام !

جن کے زورِ خطابت نے باطل کی گردنیں خم کر دیں۔
جن کے حسن بیان سے دنیا کے وعانیت کا گوشہ گوشہ منور

ہوا۔
جن کی تبلیغی مساعی نے بدعتیہ کی اور آوارگی کے طوفانوں
کا رخ موڑ دیا۔

جن کے علم و عمل کی صداقتوں نے ایوانِ باطل میں تہلکہ مچا دیا

اور
جن کی نگاہِ کرم سے اس ناچیز کو یہ کتابچہ مرتب کرنے کی
توفیق نصیب ہوئی۔

خادم آستانہ عالیہ شیخ القرآن
عبدالستار انصاری حافظ آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیرِ علاج ایک مریض کے ذریعہ جیسی سائز کا ایک پمفلٹ چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا ملا۔

اسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ کی جانب سے ناشر جمال الدین انجم کے زیرِ اہتمام محمد حسن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں اول مرزائی مصنف نے ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۱، مشکوٰۃ ص ۳۶ کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ”خدا اس امت میں ہر صدی کے سر پر مجددین بھیجتا رہے گا۔“

دوم ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گننام مصنف کی کتاب ”حج الکرامہ“ میں مذکورہ حدیث کے تحت آئیو الے تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ویں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم: ”مجددِ عصر کا اعلان“ کے تحت لکھتے ہیں ”فرمودہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمد دایانی بانی

جماعت احمدیہ نے اعلان فرمایا -

”جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ (کتاب البریۃ ص ۱۶۸ حاشیہ)

آخر پر خدا را سوچئے! کے تحت لکھتے ہیں کہ ”۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ سوچئے اور سوچ کر بتائیے کہ فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد وسیح و مہدی کہاں ہے۔“

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جہارت بابت اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ہم ۴۷ میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی کھلی توہین اور باغیانہ جرات بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر دی گئی تو مرزا غلام احمد نے ”کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنالوں گا، کے مصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا فرائض دعویٰ کر دیا۔“

بات مجدد تک رہتی تو شاید امت مسلمہ میں اتنے جوش و خروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور ارشادات

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت کا انکار کر کے صریح کفر اختیار کر لیا تو پھر جب مسلمان ہی نہ رہا تو مجدد و محدث اور ولی کیسا؟ اور دعویٰ نبوت جو تقریباً ۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنیوالے کو کافر اور مسلمہ کذاب کا بھائی لکھتا رہا۔ جبکہ بقول قادیانی کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۶۲ء میں سیالکوٹ ملازمت کے دوران شروع ہو چکا تھا۔ وحی و الہام جو بقول مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا تو ۱۹۰۰ء تک ہوئی ۳۴ سال موسلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے بھی مرزا صاحب کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے جال میں پھنس جائیگا۔ واقعاً دروغ گو حافظہ نہ باشتہ کے مصداق ۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حامل وحی اور الہام کا دعویٰ کفر سمجھتا رہا اُسے اسلام سمجھنے لگ گیا۔ طے شدہ بات ہے کفر بہر حال کفر ہی رہتا ہے کسی کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا۔ فرعون و مرد کو کچھ بد نصیب اگر اللہ سمجھ بیٹھیں تو وہ اللہ نہیں بنیں گے۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوتے۔ زہر زہر ہے اسکو تریاق کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ ازاں بعد دعویٰ نبوت رسالت میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق سپال کرنے کی کوشش کی گئی۔ نہ ماننے والوں کو کافر وغیرہ لکھا گیا۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا اس لیے کہ اس حکمرانہ رضی اللہ عنہ جیسے خوش نصیب ابوہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا۔ اور مشہور بات ہے

کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے باغی پاکستان کا بڑا عظیم
رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا اور پوچھنے پر صاف
صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لویا کافر حکومت کا مسلمان
وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۷۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی
اسمبلی کے لیے لکھا تھا۔ تاکہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے
ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس
مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رخ دکھائے گئے مرزا پہلے کیا کہتا رہا اور
بعد میں ہندو اور انگریز کی شہ پر کیا کچھ کر گزرا۔
مفاد عامہ کے پیش نظر اسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود
مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی و جال کذاب یا صیاد کس
بُری طرح اپنے تیار کردہ دام میں الجھ کر پھڑپھڑا رہا ہے۔

بعثت مجددی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے راوی ہیں۔ فرمایا :-

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ يَجِدُ
لَهَا دِينَهَا (مشکوٰۃ شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت

کے لیے اس کا دین تازہ کرے گا۔

حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم۔ ا۔ اسلامک یونیورسٹی بہاولپور
یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے گی تو اللہ
تعالیٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا جو سنت و بدعت
میں امتیازی شان پیدا کرے گا۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا۔
بدعت کا قلع قمع کرے گا۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا۔ وہ خدا کے
رسوای کسی سے نہیں ڈرے گا۔ سرکف ہو کر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے
گاڑے گا۔

شیخ ابو زہرہ مصری نے اپنی کتاب اسلامی مذاہب میں قادیانی عنوان کے
تحت لکھا ہے کہ :-

رہا مرزا صاحب کا مجدد والی حدیث سے تمسک ! تو اس ضمن میں عرض
یہ ہے کہ مجددین سابقین نے نہ نبوت کا دعوایے کیا اور نہ معجزات کا۔ پھر مرزا
ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں۔

مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔

(اسلامی مذاہب ص ۸۸)

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ شانِ مجدد

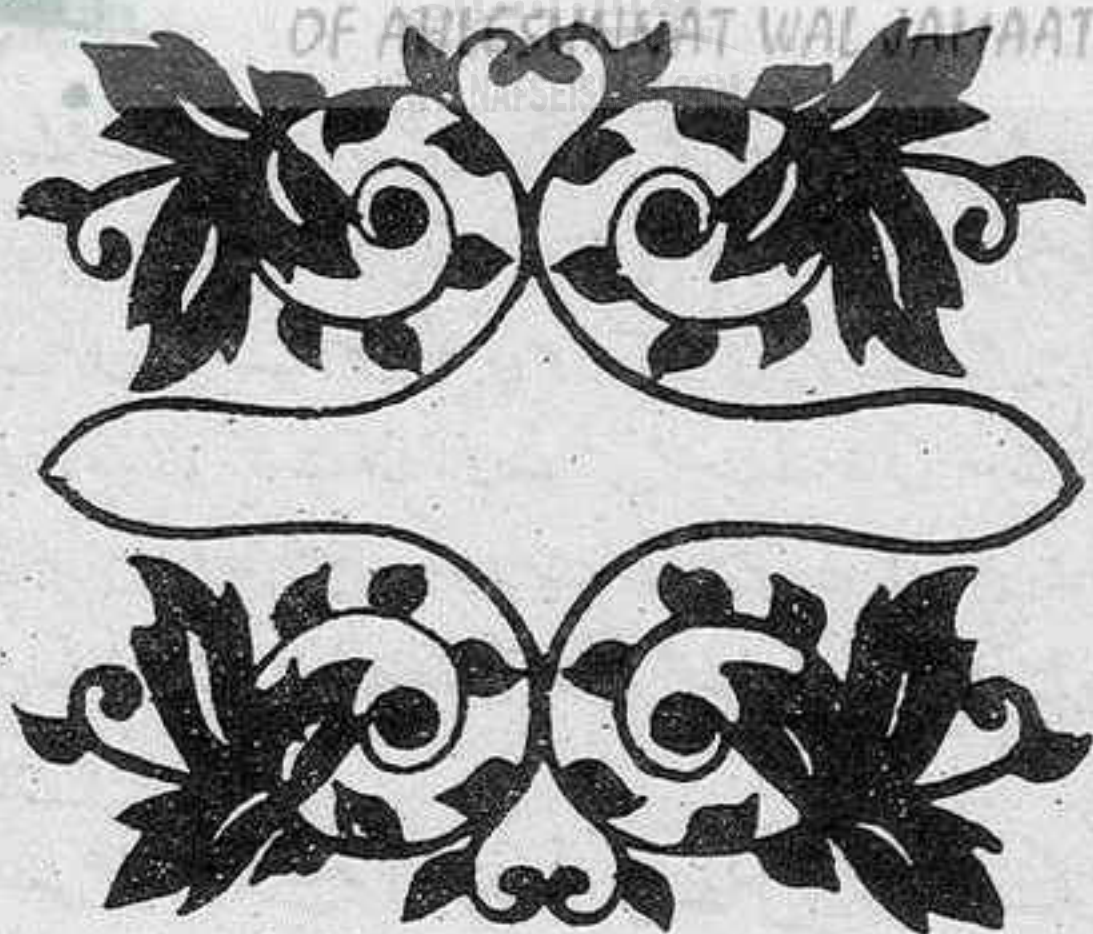
اللہ تعالیٰ نے جہاں امتِ محمدیہ پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی اور
دینِ خفیف کو مکمل فرما دیا۔ وہاں نبوت کا سلسلہ عالیہ بھی سرور کائنات حضور
سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنازل پر ختم کر دیا۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصلاحِ خلق اور نفاذِ واجبات کے احکام شرعیہ
کا مقدس فرض علماء و صلحا امت بجالاتے رہے۔

ہر دور میں کالمیلین کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے۔ جو صداقتِ عمر
عشقِ دین اور پاکیزگیِ قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔
ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت اور ضروریاتِ زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔
امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں سے
ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیاء و اجراء کی خاطر دنیا کو
کسی دور میں بھی اپنے ”عِبَادِی الشُّکُور“ سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر و
تعمیرِ فکر، اصلاحِ احوال، تجدیدِ دین، تہذیب و تنظیم، دعوت و ارشاد،
تفقہ و اجتہاد، تذکر و ترکِ کبیر، تنقید و تنقیح، حفظ وراثت و نبوت، جہاد
بالسیف و اللسان و السلم، قیام حق و ہدایت فی الارض والامت کے لحاظ
سے ان کے کارنامے جو انہوں نے اپنے عہد میں سر انجام دیئے، ناقابل

فراموش ہیں۔

ایسے ہی کالمین میں بطور خاص قابل ذکر شخصیت "مجدد" کی ہے۔
مجدد اپنے فکر صحیح کے ساتھ ساتھ اسلامی اخلاق کا بل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک
بے باک مبصر۔ مجسمہ اثبات اور آئینہ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں ذرہ
بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت روا نہیں رکھتا۔ فوز و صلاح کے جتنے کچھ
انعامات امت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اُسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔
جیسا کہ خود شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مجدد آں است کہ ہر چہ در آں مدت از فیوض برائے امت
رسد بہ توسط ادر رسد اگرچہ اقطاب و اوتاد در آن وقت باشند۔



مُجَدِّدِیَّت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو گونا گوں احسانات فرمائے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے اور اپنے قرب و رضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہو گئی۔ تو حکمت الہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرما دیا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و ترمیم کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی و رسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی پر نبوت کے اس سلسلہ کو کو ختم کر دیا جائے۔ حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو اکٹھے

کہنے کے لیے صرف اور صرف توحید باری تعالیٰ مرکزی نقطہ اور غرض تھا
 کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ
 قبیلہ کے لیے ہادی بنائے گئے تھے۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک
 اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے کلمہ پر ہے اور سید
 کا اثنائے اللہ علیہ وسلم کا سارے جہانوں کے لیے رسول و ہادی بن کر تشریف لانا
 تمام عالمین کے لیے رحمت بن کر آنا۔ سب کو ڈر سنانے والا اور مبشر بن کے
 سب کی طرف تشریف لانا۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کیلئے رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا
 از حد ضروری ہے۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب اللہ رب ہونے کا دعویٰ کیا۔
 کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت اہل اسلام کی مرکزیت متاثر نہیں ہوتی اور
 دشمن کا بدن ہمیشہ مرکز و محور ہوتا ہے۔ تبھی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس
 کذاب نے بھی کفرانہ دعوائے کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا۔
 دشمن ہمیشہ مرکز شکن حزب لگانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں۔ میرے
 نزدیک غرور۔ شدا و فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز
 توڑ اور کفرانہ ہے اُسی طرح مسلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس
 کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں۔ اُن کا دعویٰ نبوت بھی فرعون و
 شدا و سے کم کفرانہ کسی صورت بھی نہیں۔

حفاظتِ دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ یہ دین قیامت تک کے لیے اور دنیا کی ساری قوموں کے لیے آیا۔ اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا۔ ایسے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح تحریفیں اور آمیزشیں ہوتیں۔ اور عقائد و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس آخری ہدایت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیل کی کوششیں کی جائیں اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لیے حقائق و منہج کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تبلیس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جاتے۔ اس لیے سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اس دین کی حفاظت کے لیے ایک خاص انتظام کر دیا گیا۔

کہ اللہ عز و جل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرما کر کہ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ہ کے مطابق اس

کامل و اکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں جن کو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام - سنت و بدعت کے درمیان امتیازی لکیر کھینچ سکیں - اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے دلوں میں ڈالا جائے - اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی اُن کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں - اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد و گمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں - اور امت کے عقائد و اعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دفا دار جانثار لشکری کی طرح وہ اس کی بیج کنی کے لیے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں - اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم رک سکے -

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا - اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر حکمت الہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ :-

اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و امین اور محافظ ہوں گے - وہ اہل افراط و تفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے - اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے - اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے - اس کام کا اصطلاحی عنوان تحبید دین ہے - اور اللہ تعالیٰ اپنے

جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہذا آپ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرت کاملہ کی طرف سے بیش از بیش کیے گئے۔ اور اُمت کو ان انتظامات سے بطور پیشگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں محدّد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک

صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لیے مخصوص کر لیتا ہے۔ (اور اسی کے ذریعہ فائدہ پہنچاتا ہے) مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایتِ دین اور اقامتِ سنت اور ازالہ بدعت اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔ اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

تعمیم تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امرِ تجدید علماء فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہانِ اسلام۔ قراءِ محدثین۔ زائد۔ عابد۔ واعظ و نحو صرف۔

تاریخ و سیرت کے علماء۔ سنی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال و دولت لٹا کر علماء کرام و مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی۔ شافعی ہو یا حنبلی۔ ہر مذہب میں مجدد پیدا ہوتے چلے آتے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسرے صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس امت میں سو سال سے زائد عمر شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین و شریعت مظہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گردوں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام تفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں راہی عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالم موت العالم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملک بقار کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے افکار شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے اُن کی لاابالی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے مہجور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابل استعمال گردان کر اس سے نظر التفات ہٹالی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت

کے احکام اور باطن طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر۔
 وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کرشمہ ظہور
 میں لاتے ہیں۔ اور اُن سے خدمتِ دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبہٴ احیاء
 سنتِ ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں
 سے ٹکرا لینے سے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کا نئے ٹعبور کر کے خدمتِ
 دین کی ذمہ داری عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبانِ زدِ عام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر
 یہ نظرِ تحقیق جو مترشح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں
 بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب قارئینِ کرام کچھ مجددین حضرات سے
 شرفِ تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ — اللہ والوں کی مبارک زندگی باشندگانِ
 جہان کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔ جن کے وسیلہٴ جلیلہ سے مصیبتیں ٹلنی اور
 مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ اور ان کے وجودِ باجود کی برکتوں سے وہ عقدے
 ایک مٹکی سے حل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخن تدبیر کھول نہ ترازو نے
 عقل تول کے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت و سیرت۔ رفتار۔ گفتار۔ روش
 اور ادا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور صفاتِ قدسیہ کی مظہر ہوتی
 ہیں۔ وہ جہاں اسرارِ شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموزِ طریقت کی امین
 بھی۔

قدرتِ خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جن کا کام ہر

خطرہ سے نڈر ہو کر راہِ حق کے ان نشانات کو بے غبار کر دکھانا ہے۔ جو اہل زمانہ کے افراط و تفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہو جاتے ہیں۔
بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز ایسے میاکِ حق کے داعیوں کی نویدِ بعثت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردانِ خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جدوجہد اور نگاہِ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر اُن کا وجود باوجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہو کر رہ جاتے۔

مجددین کے متعلق اہم معلومات

سطور بالا جو کہ سلفِ صالحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددینِ عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں مختصر اِپیش خدمت ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ اصلاحِ حال اور دینِ حق میں تازگی پیدا کرنے کے لیے ہر صدی میں محدّد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲۔ مجددین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لیے ضرور ظاہر ہو کر سعی و کوشش فرمائیں گے۔

۳۔ مجددین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے بلکہ ہوتے رہے ہیں۔

۴۔ مجددین مختلف فقیہہ طہقات یعنی حنفی۔ مالکی۔ شافعی اور حنبلی

گویا ہر طبقہ سے ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہوگا۔
 ۵۔ جن مجددین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم
 کئے ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح ہو گیا ہے کہ آج تک کسی مجدد
 نے اپنے مجدد ہونے۔ اپنے متعلق حامل وحی۔ صاحب معجزات اور صاحب
 رسالت و نبوت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

لہذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہو سکتا۔
 کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو
 ملت اسلامیہ سے خارج کر لیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ ہندسہ
 ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں قسم ٹھہتی جائے گی لیکن
 ایک کا ہندسہ مٹا دینے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں سب بے وقعت ہو
 جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایک نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں
 بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی جہالت ہے جو ہر عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ کفر
 کسی بھی مقام و مرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی
 کا دعویٰ مجددیت۔ چہ معنی!



پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مجددین کے مبارک نام

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۱۰۱ھ میں ہوا۔

پہلی صدی کے دوسرے مجدد امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ ہیں جن کا وصال ۱۱۱ھ میں ہوا۔

دوسری صدی کے مجدد حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ متوفی ۱۱۰ھ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ جن کا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ متوفی ۱۷۹ھ

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ متوفی ۲۲۳ھ

امام ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی صاحب سنن رحمۃ

تیسری صدی کے مجدد اللہ علیہ متوفی ۳۰۶ھ

دوم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد | امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۱ھ اور
 امام اسماعیل بن حماد جویری بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۹۳ھ
 و امام ابو جعفر بن جریر طبری متوفی ۳۴۰ھ و امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۶ھ
 پانچویں صدی کے مجدد | امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۸ھ
 امام ابو الحسن احمد بن محمد بن ابوبکر القدوری رحمۃ
 اللہ علیہ متوفی ۴۲۸ھ امام علامہ حسین بن محمد رغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۲ھ
 و امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ۔

چھٹی صدی کے مجدد | امام فخر الدین ابوالفضل عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ وصال
 ۶۰۶ھ و علامہ امام عمر نسفی صاحب العقائد
 رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۴ھ و امام قاضی فخر الدین حسین منصور رحمۃ اللہ علیہ وصال
 ۵۹۲ھ صاحب قباوی قاضی خاں اور حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود
 فرار رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد | علامہ امام ابوالفضل جمال الدین محمد بن افریقی
 مصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لسان العرب
 وصال ۷۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
 وصال ۷۳۲ھ حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی
 اجمیری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۳۳ھ امام ابوالحسن عزالدین علی بن محمد معروف
 ابن اثیر وصال ۷۳۰ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف
 ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۳۸ھ۔

امام عارف باللہ تاج الدین بن عطار اللہ
 اٹھویں صدی کے مجدد [سکندری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۷۵ھ اور
 سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۷۵ھ
 علامہ امام عمر بن مسعود قفازانی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۹۲ھ -

امام حافظ جلال الدین ابوبکر عبد الرحمن سیوطی
 نویں صدی کے مجدد [متوفی ۹۱۱ھ - امام نور الدین علی بن احمد مہری
 سمہودی صاحب وفار الوفا متوفی ۹۱۱ھ - امام محمد بن یوسف کرمانی شارح
 بخاری متوفی ۸۸۶ھ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبد الرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ
 متوفی ۹۰۲ھ علامہ امام سید شریف علی بن محمد جوبانی متوفی ۸۱۶ھ -

حضرت امام شہاب الدین ابوبکر احمد بن محمد
 دسویں صدی کے مجدد [خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری
 متوفی ۹۱۳ھ و عارف باللہ امام محمد شریب الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر سراج منیر
 متوفی ۹۱۹ھ و علامہ شیخ محمد طاہر محدث بٹنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۸۶ھ

حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاری
 گیارہویں صدی کے مجدد [رحمۃ اللہ علیہ وصال ۱۰۱۱ھ و حضرت امام
 ربانی عارف باللہ جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
 متوفی ۱۰۳۴ھ اور حضرت سلطان العارنین محمد باہو رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰۲ھ

حضرت علامہ مولانا امام ابوالحسن محمد بن
 بارہویں صدی کے مجدد [عبد البہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ -

حضرت علامہ عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۴۲ھ
حضرت علامہ شیخ احمد ملا جیون متوفی ۱۱۲۵ھ -

حضرت علامہ امام بحر العلوم عبد العلی
تیرھویں صدی کے مجدد | لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۶ھ -

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صادی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ علامہ عارف باللہ احمد بن
اسماعیل طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۱ھ - حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ -

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت حضرت مولانا
چودھویں صدی کے مجدد | شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب فاضل

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کی ولادت باسعادت بھارت کے صوبہ یو۔ پی
کے شہر بریلی میں ۱۰ شوال ۱۲۶۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ
بوقت ظہر اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔
حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے علم دین و شریعت کو
حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور اپنے فاضل مکرم والد صاحب حضرت
مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس دس ماہ
کی عمر میں حفظ قرآن پاک سے شروع کر کے صرف - نحو - ادب - حدیث -
تفسیر - کلام - اصول معانی و بیان - تاریخ - جغرافیہ - حساب - منطق
فلسفہ - ہیئت وغیرہ جمیع علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲۔
شعبان ۱۲۸۶ھ المعظم کو سند فراغت حاصل کی اور تار فضیلت زیب سرفرمائی۔

امام اہل سنت نے سلوک و طریقت کے علوم امام اولیاء رسیدنا و مرشدنا شاہ آل رسول ماہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ اور ان کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام اولیاء ابوالحسن نوری ماہروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب کیا۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کر دی اور ہزاروں خوش نصیب و سعید دلِ علم طریقت و شریعت سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قرآن پاک سے شروع کر کے کم و بیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف کنز الایمان - فتویٰ رضویہ ہزار ہزار صفحہ کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ "الدولۃ المکتبۃ بزبان عربیہ" گھنٹہ دوران سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفیٰ علیہ التیجۃ و الثنا پر لکھ کر عرب و عجم کے ہزاروں علماء جن میں موافق و مخالف بھی تھے و ربط حیرت میں ڈال دیا۔

مولانا احمد رضا خان نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ شرعی ہو یا تصوف و روحانیت کا - مذہبی ہو یا سیاسی - خورد و نوش کا ہو یا زہد و عبادت سے متعلق - قرآن و حدیث سے اتنے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے کہ دینِ حق کا ہر گوشہ چمک اٹھا۔ مسلکِ حق کے چہرہ پر اہل ہوس کی ڈالی ہوئی گرد

کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گرد و غبار کے ساتھ ہی اہل ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے رجل عظیم۔ صاحبِ زبان صاحبِ قلم۔ صاحبِ کردار جنہیں عرب و عجم کے علماء عظام نے مجددِ مائتہِ حاضرہ تسلیم کیا ہے (دیکھیں انوارِ رضا۔ اعلیٰ حضرت علماءِ حرمین کی نظر میں) جن کے وصال پر اہلِ ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعرِ مشرق مفکرِ اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا۔

ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طبع اور ذہن فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتوے کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور ان کے فتاویٰ۔ ان کی ذہانت۔ فطانت۔ جودتِ طبع۔ کمالِ فقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہدِ عادل ہیں۔

مولانا جو رائے ایک دفعہ قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔

”بائیں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چپینہ درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔“

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے مجدد ۲۵ صفر
المظفر ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۲۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے تقارحی کے
لیے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیئے۔

چودھویں صدی کے دوسرے مجدد رحمہ اللہ

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب
نور اللہ مرقدہ

اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۴۵ھ
بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیر وار کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کا
نسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا فرزند
رسول صلی اللہ علیہ وسلم طیب و طاہر سلاسل حسنی اور حسینی سے وابستہ ہے۔
حضرت والائے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور
دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لیے حضرت
مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک
تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گولڑہ شریف سے
چل کر موضع بھولی علاقہ حسن ابدال ضلع کیمبل پور (اٹک) کے فاضل اجل حضرت
علامہ مولانا محمد شفیع قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ڈھائی سال میں رسائل منطق
قطبی تک اور نحو و اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گولڑہ شریف

سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انکے علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمود سے حصول علم کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ لیکن حصول علم کی تشنگی اس مرد درویش کو پنجاب سے دور تقریباً اندیسوں ہند تک لے گئی۔ اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد چچ پر جانے کے لیے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محترم استاد الفل حضرت مولانا لطف اللہ نور اللہ مرقدہ علی گڑھی کے درس میں داخل ہو گئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذات گرامی شہرہ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علیگڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے۔ اور شاہ محمد اسحاق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے۔ سال علیگڑھ میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ڈھائی تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت۔ بلند اخلاقی اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاد المکرم و دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبلہ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصول علم اور سند حدیث حاصل کرنے کے لیے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث فتن حدیث کے امام

تصور کیے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت اور قابلیت پر بین ثبوت ہیں۔ آپ مولانا عبدالحی بکر العلوم لکھنوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۱ھ تک شریف جاکر خاندان ولی اللہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاقؒ سے سند حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب سہارنپور سلسلہ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے استاد تھے۔

قبلہ عالم کی تحقیق علی اور شرافت۔ بلندی کردار زہد ریاضت سے واقف ہو کر شیخ الحدیث سہارنپور کا محسوس کر لیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمہ و وہبہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والا ہے۔ اس لیے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت کی دعوت کی۔ اور پھر سند حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جائیے اور دین کی خدمت کیجیے۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی۔ سند مل گئی۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمہ کی تکمیل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۶ھ میں شیخ الحدیث مولانا

احمد علی سہارنپوری کا انتقال ہو گیا۔

بِعَث

قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاشِ مرشد میں اپنے استادِ محترم کے ساتھ شیخ العصر شمس العارنین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارنین غوثِ زمان حضرت خواجہ سلیمان تونسوی سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ علمِ طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آبا و اجداد سے مل چکا تھا۔

انیز دورانِ سفر سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گوڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی اداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا۔ حاجی صاحب نے ۱۳۱۴ھ تا ۱۳۹۹ھ کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

حضرت گوڑوی فرماتے تھے کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ

نودار ہوگا۔ جس کا سد باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اُس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علماء عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات و ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

عالی نسب سید حضرت گوڑوی نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ کر لیا۔ کئی علماء حق اور مشائخ عظام کی دعاؤں سے دامن طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے متنا و صل پوری کر چکے۔ نور مصطفیٰ علیہ التَّحِیَّۃُ وَالسَّلَام کی نورانیت سے دل و نگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے میدانِ عمل میں نکل آئے۔ خدا عزوجل کے دین برحق اسلام کی حمایت میں شرب و روز ایک کر دیے۔ مسلک حق اہل سنت کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہ تان کر ڈٹ گئے۔ چودھویں صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گوڑوی نے صحابہ حق میں جس ثابت قدمی سے جلالتِ چشتیہ کا مظاہرہ فرمایا۔ کہ شیطان لعین کے پروردہ راہِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے منظم گروہِ عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے۔ اہل اسلام میں انتشار و افستِ اراق کو فروغ دینے کے لیے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیمحری ہوں یا چکرالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی۔ بلکہ کانگریس کی ہندوانہ اور کافرانہ سیاست کے خلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کار نمایاں انجام دیئے کہ دلائل کے آہنی پنجے

میں بے بسی کے عالم میں دم توڑے نظر آئے۔ جاننے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے ^{کاٹھن} دعوائے مجددیت۔ مہدویت۔ مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت حضرت کے نام سے لرزاں ہے۔ حضرت کی کتاب شمس الہدایت اور سیفِ چشتیانیؒ مرزائیت کے رد میں بے مثال تصانیف ہیں۔

۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گوٹروی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا۔ ۲۴ اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے۔ تمام سنی۔ شیعہ۔ دیوبندی۔ اہلحدیث طبقوں نے حضرت گوٹروی کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا متفقہ نمائندہ مقرر کیا۔ یہ حضرت کی مرکزی اور مجددانہ شان ہے حضرت شاہ صاحب لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے۔ اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کر دیا۔ قادیانی جماعت کے بعض بااثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تک و دو کی مگر ناکام رہے۔ جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیاں سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہو گیا۔ بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کر دیا۔

مختصراً یہ کہ تحریک خلافت کا دور آیا۔ یا ہجرت۔ تحریک آزادی کا زمانہ تھا۔ یا کانگریس کا پُر فریب نعرہ وطنیت کا شور و غل۔ اعلیٰ حضرت گوٹروی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمہ وقت ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی۔ حضرت والا شان کی محابدانہ۔ مجددانہ۔ فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لیے مہرِ منیر کا

مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سیدی شاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت و طریقت سے منور کر کے جانشانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑوں آنکھوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بروز سہ شنبہ لقاءِ حق کے لیے اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ لگے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضورؐ کو دفن فرمادیا گیا۔ تو یہ رشد و ہدایت کا آفتاب اہل ظاہر کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہ۔۔۔۔۔

میں نے قادیانی پفلٹ کا فوری جواب لکھنے کے لیے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی قادیانی مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ذکر خیر کیا ہے۔ ورنہ برصغیر پاک و ہند خواجگانِ چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ رحمہم اللہ اجمعین نے گزشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدیدِ دین اور احیاءِ سنت کا قابلِ قدر کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔



اللہ عزوجل علیم وخبیر ہے۔ اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے
 اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مآکان وما یکون
 عطا فرمایا۔ اس پر قرآن عظیم شاہد ہے۔

الرَّحْمَنُ هُوَ عَلَّمَ الْقُرْآنَ هُوَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ هُوَ عَلَّمَ الدَّبْيَانَ هُوَ
 رَحْمَنُ نے (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا) پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیانا۔
 مفسرین کرام نے اس آیت پاک کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 لیے مآکان وما یکون کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے
 خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کو کامل و اکمل فرمادیا۔ اور ساتھ ہی
 آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پر اتمام نعمت فرمادیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر
 اللہ عزوجل نے اپنے فضل عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے اور لاتعداد
 معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللہ علیم وخبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر
 ذرائع مخصوصہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مآکان وما یکون کا (یعنی جو
 ہوا اور جو ہوگا) تفصیلی علم عطا فرمایا۔

اس احسان کا اعلان و بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر
 مقامات پر کیا ہے۔

چند آیات پیش خدمت ہیں۔

الرَّحْمَنُ هُوَ عَلَّمَ الْقُرْآنَ هُوَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ هُوَ عَلَّمَهُ الدَّبْيَانَ هُوَ

رحمن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا۔ پیداکریا انسان کو اور سکھایا
 اس کو بیان۔ لَا تَحْزَنْ بِهِ لِسَانُكَ لَتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا
 جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ
 عَلَيْنَا بَيَانَهُ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان
 کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور حوالے حبیب (آپ کو)
 نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ یاد کر لیں۔ ہمارے ذمہ ہے
 اس کو (سینہ مبارکہ) میں جمع کرنا۔ اور اسکو پڑھانا پس جب ہم
 اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں۔ اس پڑھنے کا۔ پھر ہمارے ذمہ ہے
 اس کو کھول کر بیان کر دینا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات بنیات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے
 قرآن پاک کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا
 اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا۔

اور قرآن پاک میں زمین و آسمان کے جمیع غیبیہ بیان فرمائے۔ ہر
 چیز کی تفصیل بیان فرمائی اور جو آپ نہ جانتے تھے۔ آپ کو سکھا دیا
 گیا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۚ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر جو وحی
 کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا علم مکان و مایکون کا بیان خود جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واضح انداز میں فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رب عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا۔ (اے محبوب) ملائکہ مقررین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پانی پس مجھے اُن تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں میں تھیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس بھلا دیا۔“ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو قیامت تک) ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اُسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔“ (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”حضور ﷺ نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔
 (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔
 جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔“ (مسلم شریف)
 حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”کہ نہیں چھوڑا حضور ﷺ نے کسی فتنہ چلانے والے کو
 دنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی۔
 مگر ہمیں اُس کا نام اور اُس کے باپ کا نام اور اُس کے قبیلے کا نام
 بھی بتا دیا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا۔“

”اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے رکھا دنیا کو۔ میں دنیا کی طرف اور
 اُس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔
 جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔“ (طبرانی مواہب لدینہ)

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں
 نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا
 یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر
 پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو
 گیا۔ پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور
 ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ نے ہم کو جو

کچھ واقع ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کی خبر دی ہم
میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے وہی زیادہ عالم ہے ۹

(صحیح مسلم شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں
دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں
ہم نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ! ہمیں بتادیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ
میں تھی۔ اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب
ہے۔ اس میں ہشتیوں کے نام اور اُن کے آباء و قبائل کے نام ہیں۔
پھر آخر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ اُن میں نہ کبھی زیادتی ہوگی۔ اور
نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ
یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں
کے نام ہیں۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہو
گی اور نہ کمی ہوگی۔ (پوری حدیث)

(ترمذی شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب الایمان بالقد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
”ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں سری جھوٹے
ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں جو تم نے نہ سنی ہوں
نہ تمہارے باپ دادا نے۔ بچنا اُن سے بچنا اُن کو اپنے سے۔ کہیں تم کو

گمراہ کر کے فرستہ میں ڈال دیں ۔

میں نے چند آیات قرآنی اور چند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی ہیں کہ اہل ایمان جان جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے روزِ آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہو گا تمام کا علم عطا فرمایا ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خداداد علم ماکان و ما یکون سے اپنی امت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا تاکہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بد کی تمیز کر سکیں ۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عز و جل کے عطائے علم غیب کو بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں

آئیو الے خطرات و واقعات کا انکشاف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ اُن میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور جو انہیں دیکھنے کے لیے بڑھے گا وہ فتنے اُسے اُنہی طرف کھینچ لیں گے۔ پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اُس میں پناہ گزین ہو جائے۔

موجودہ دور کے محدثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ دور کے جنگ میں بچاؤ اور دفاع کی تدبیر بیان فرمائی ہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے کے آثار قیامت بیان

فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے۔
۱۔ تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیگا۔ ایک مشرق
دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔ ۲۔ علم اٹھ جائے گا یعنی
علم اٹھائے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دلوں
علم محو کر دیا جائے۔ ۳۔ جہل کی کثرت ہوگی۔ ۴۔ زنا کی زیادتی ہوگی۔
بے حیائی عام بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔ ۵۔ مرد کم ہوں
گے عورتیں زیادہ۔ ۶۔ علاوہ اس بڑے دجال کے اور تیس دجال ہوں
گے وہ سب دعوائے نبوت کریں گے حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہے جن
میں بعض گزر چکے جیسے میلہ کذاب۔ طلحہ بن خویلد۔ اسود غسانی۔ سجاح
عورت۔ غلام احمد قادیانی وغیرہ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں۔
۷۔ مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی۔ کہ وہ سونے
کے پہاڑ ہوں گے۔ ۸۔ ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔
۹۔ دین پرست آم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک
کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔
۱۰۔ وقت میں برکت نہیں ہوگی بہت جلد جلد گزرے گا۔ ۱۱۔ زکوٰۃ دینا
لوگوں پر گراں ہوگا کہ اُس کو تاوان سمجھیں گے۔
۱۲۔ علم دین پر مٹھیں گے مگر دین کے لیے نہیں۔ ۱۳۔ مرد اپنی عورت کا مطیع
ہوگا۔ ۱۴۔ ماں باپ کی نافرمانی عام ہوگی۔ ۱۵۔ احباب سے میل جول اور

لیکن باپ کے جدائی - ۱۶ - مساجد میں لوگ چلائیں گے - ۱۷ - گانے بجانے کی کثرت ہوگی - ۱۸ - اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور اُن کو بُرا کہیں گے - ۱۹ - درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے - ۲۰ - ذلیل لوگ جنکوتن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں بڑے بڑے محکوتن فخر کریں گے - ۲۱ - دجال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طہین کے سوا تمام رُوحے زمین پر گشت کرے گا - حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا - تو ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے - کہ جو منافقین وہاں ہوں گے خوف سے شہر سے نکل کر دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے - دجال کے ساتھ یہودی لشکر ہوگا - دجال کی پیشانی پر کاف لکھا ہوگا - جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا - اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے - جب دجال دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا - اُس وقت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے - جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے - حضرت امام مہدی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں گے -

فضائل مہدی مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں -

اہل سنت و جماعت کے مطابق حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام اولادِ سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے - بعض اولادِ سیدنا حسین علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں - لیکن ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسن علیہ

السلام کی اولاد پاک میں سے ہوں گے۔

احمد اور ماوردی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

”مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ لوگوں کے اختلاف اور بغزشت کی حالت میں آئے گا۔ اور زمین کو عدالت سے پُر کر دے گا۔ جس طرح کہ پہلے ظلم سے پُر تھی۔ اس سے آسمان د زمین کے ساکنین راضی ہو جائیں گے۔“

ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی میرا ہم نام ہوگا۔ اور اُس کے باپ میرے باپ کے ہم نام ہوں گے۔ یعنی محمد بن عبد اللہ۔ مال کی تقسیم برابر کرے گا۔ لوگوں کے دلوں کو غم سے بھر دے گا۔“

”حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے گی۔ اس سے سخت کوئی مصیبت پہلے نہ سنی ہوگی۔ لوگوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔ اور وہ

زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے ظلم سے بھر پور تھی۔ اُس کو آسمان و زمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے۔ آسمان سے بہت بارشیں ہوں گی۔ زمین خوب پیداوار دے گی۔ اُس وقت کوئی فتور نہیں ہوگا۔ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے۔“

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں بیس سال اُن کا رہنا آیا ہے۔

”ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حتیٰ تعالیٰ میری عمرت سے ایک مرد کو لائے گا۔ جس کے دانت پیوستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا۔ ۱/۶ ج ۲ صفحہ ۵۸۸

طبرانی کی ایک روایت میں ہے۔

مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا۔ اور آنکھیں بنو اسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی۔

ایک روایت میں ہے۔

”عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے تیار ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں دجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے۔ واللہ اعلم صحیح بخاری وسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔

امیر المؤمنین علی کریم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اگر زمانے میں سے صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی (ابوداؤد)

ابو اسحاق نے کہا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام

سید رکھا ہے۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہوں گے۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ (الوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جب کہ مومنوں کے دل مرجائیں گے۔ جیسا کہ جسم مرجاتے ہیں۔ جب کہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایندھنی ملے گی۔ ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اُس دور میں ستیں مرجائیں گی۔ بدعات زندہ کی جائیں گی۔ بھلائی کا حکم دنیا سے متروک ہو جائے گا۔ اور برائی سے روکنا ختم ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ مہدی محمد بن عبد اللہ کے ذریعہ ان سنتوں کو زندہ کرے گا۔ جو مرجی ہوئی ہیں۔ اور اُس کے عدل اور اس کی برکت سے مومنوں کے دل خوش ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہو جائیں گے۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے۔ دس سال سے کم ہوں گے۔ پھر وہ فوت ہو جائے گا۔ (کنز العمال)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مہدی کی جائیدادش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہوگا۔ اس کا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔ اُسکی ہجرت گاہ بیت المقدس ہوگی۔ اس کی داڑھی بھاری ہوگی۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ دانت چمکیے ہوں گے۔ اُس کے چہرہ پر خالی ہوگا۔ اس کے کندھوں کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی علامت ہوگی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لے کر نکلے گا جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری دار چارخانیہ چادر بنایا گیا تھا۔ اس جھنڈے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں کھولا اور

اور مہدی کے نکلنے کے کھولا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا جو ان کے مخالفوں کو مونہوں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔ جب وہ مبعوث ہونگے تو ان کی عمر اس وقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی (ابو نعیم کنز العمال) سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کی طرف لڑائی کیلئے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر بیدار کے مقام پر زمین میں غنص جائیگا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلبہ گرد دستہ کہے گا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا۔ اسکی بیعت کر اور اسکی اطاعت میں داخل ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجیگا۔ اور مہدی چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔ اسکی طرف خزانے منتقل ہونگے اور عرب و عجم اور اہل حرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اسکی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔ اور اس سے پہلے اس کے اہل بیت میں مشرق میں ایک آدمی نکلے گا۔ وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔ وہ قتل کریگا۔ اور مُشدہ کرے گا۔ اور بیت المقدس کی طرف رُخ کریگا۔ اور وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہو جائیگا (کنز العمال) "جناب بلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک آدمی نکلے گا۔ اسے حارث حراث کہا جائیگا۔ اس کے مقدمہ پر ایک آدمی ہو گا جسے منصوٰ کہا جائیگا۔ وہ آل محمد کے لیے اسطرح میدان ہموار کریگا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قریش نے میدان ہموار کیا تھا ہر مومن پر فرض ہے اس کی مدد کرنی۔ (ابوداؤد)

سیدنا ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین

و آسمان کی پیدائش سے لیکر کبھی ظاہر نہیں ہوتیں۔ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگیگا۔ اور اس طرح کا گرہن جب زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دارقطنی)

سنن ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ حاکم سوزمین عرب کا ایک شخص میرا اہل بیت جس کا نام میرا نام پر ہوگا اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا ایک سی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو مبارک کر دیگا۔ یہاں تک کہ میرا فرمان پورا ہو میرے اہلبیت کا ایک شخص اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کیطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرا پ کے نام کیطابق ہوگا۔ (یعنی محمد بن عبد اللہ والدہ کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جس طرح اس سے پہلے ظلم و ستم سے پُر ہوگی۔ مہدی کی خصلت اور سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلت کیطابق ہوگی۔ اور انکی شکل و صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے مشابہ ہوگی۔ بات کرتے ہوئے اڑ کر بولے گا۔ اور ران پر ہاتھ مارے گا۔

ظہور مہدی علیہ السلام

سنن ابوداؤد میں ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بادشاہ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں بھڑک اٹھائی۔ اس وقت مدینہ کا ایک شخص (یعنی امام مہدی) مدینہ شریف مکہ مکرمہ کی طرف بھاگے گا پھر مکہ کے کچھ لوگ اگر ان سے خلافت قبول کرنیکی درخواست کر کے انکو باہر نکالیں گے اور آپ بادشاہی نفرت اور کراہت کرتے ہوئے پس گو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کرینگے۔

اور غیب سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا۔ یہی خلیفہ اللہ مہدی میں اسے پہچاننا اسکی سنو اور اطاعت کرو پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیاء اور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہو جائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا۔ جب ایک فرخ میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اقل اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سائے کے سائے کیونکر دھنسا دیئے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اسوقت تو سائے کے سائے دھنسا دیئے جائیں گے۔ پھر ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہوگا۔ وہ مقام بیدار میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ جب لوگ یہ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو ان کے پاس شام کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہو کر آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنو کلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی ان پر غالب آجادیں گے اور یہ لشکر بنو کلب کا ہوگا اور امام مہدی لوگوں کو سنت نبویؐ کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفہ اللہ

اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاش و قبّال کے لیے دس سوار روانہ فرما دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اُن سواروں کے نام اور اُن کے بالوں کے نام ان کے قبائل کے نام جانتا ہوں۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین کے اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

بیان نزول عیسیٰ (علیہ السلام) اور احادیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

قبل اس کے کہ دجال دمشق پہنچے۔ امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہونگے۔ اسی اشار میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ زرد رنگ کا زعفرانی چوڑے پہنے ہوں گے۔ فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اتریں گے۔ جب سر کو نیچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اُونچا کریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے گریں گے۔ تو کافر اُن کے سانس کی بو پا کر مرجائیں گے اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے جہاں تک اُن کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اس شریعت کے مطابق حکم کریں

گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ اور مال کو بہا دیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کھرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری ہوایت میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں سابقہ حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جو ان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر کوئی ان سے بار برداری کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض۔ عداوت اور حسد ختم ہو جائے گا۔ اور مال دینے کے لیے بلائیے گا۔ تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

مسلم شریف کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے اندر اتریں گے۔ اور تمہارا امام تم سے ہو گا۔ اور پھر تم ہی میں ہو کر تمہاری امامت فرمائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق تمہاری امامت فرمائیں گے۔

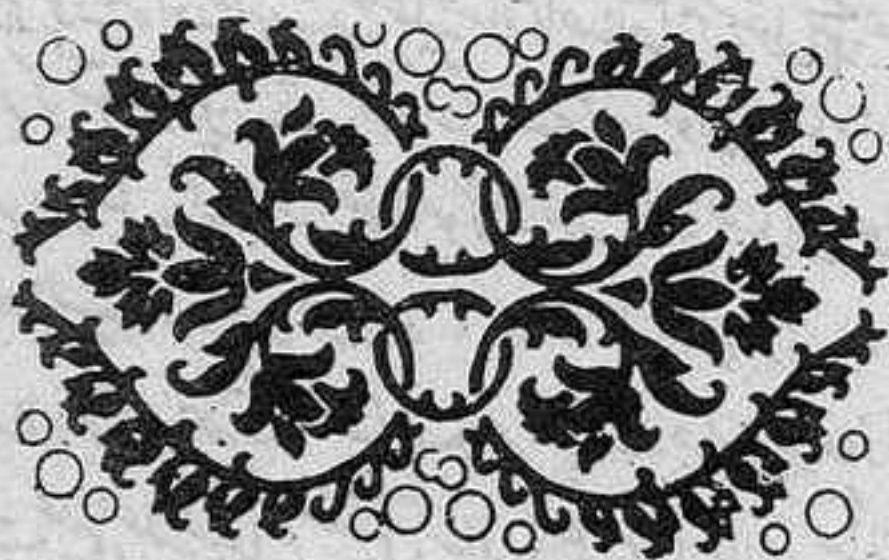
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اور اُس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آئیے نماز پڑھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے اعزاز اور بزرگی جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

فرمادیں گے۔ نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے۔ نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پھر شکر اسلام، لشکر دجال پر حملہ کرے گا۔ گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ اس وقت دم عیسیٰ علیہ السلام کی یہ ضیئت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی سائی ہوگی۔ وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا۔ اور جس کا ہر تک وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اور دجال بھاگ جائیگا مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں چالیں گے۔ اور نیزہ سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔ لشکر اسلام لشکر دجال کے قتل و غارت میں مشغول ہو جائے گا۔ لشکر دجال میں جو یہودی ہوں گے انکو کوئی چیز بچا نہ گی۔ یہاں تک رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہو گا تو وہ پتھر یا درخت بول اٹھے گا کہ یہاں یہودی ہے۔ اس کو قتل کر دو۔ دجال کے فتنہ کے رفع ہونیکے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاً حاکم میں مشغول ہوئے صلیب کوڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔ سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کی خلافت ۸ یا ۹ سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان سے اُتریں گے۔ نکاح کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ وصال فرمائیں گے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت محمد باقر سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدین سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔ یا اُس بلغ کی طرح ہے کہ جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔ پھر دوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔ شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔ اور عمق میں زیادہ عمیق ہو۔ اور حُسن میں زیادہ اچھی ہو۔ وہ اُمّت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھے ایچی ہوں گے۔ نہ اُن کا مجھ سے تعلق اور نہ میرا اُن سے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين ۝ والصلاة والسلام على سيد المرسلين ۝
وخاتم النبيين وعلى آله واصحابه اجمعين ۝

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کا فرمان قول فیصل ہے۔
جس کی تائید کی تردید کفر اور جس کی تردید کی تائید کفر ہے۔

عقیدہ ختم نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیات پاک ۲۰۱ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِنَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ترجمہ :- اور وہ جو ایمان لائے
ہیں اُس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور اتارا گیا آپ سے پہلے اور
آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے
کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوئی۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ اگر سلسلہ نبوت جاری
ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان
لانے کا حکم بھی ہوتا۔

سورة الاحزاب آیت نمبر ۵۸ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے۔ کہ محمد ﷺ اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو بیکل شئی علیہم ہے نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس کسی کو نبی مانا۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس لیے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرورِ دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی شریف آدمی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آنحضور ﷺ اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعوائے کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے دعوائے کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس کفر کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے۔

حدیث پاک سے ختم نبوت کا ثبوت

بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین ترجمہ حضور ﷺ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال اسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے

لوگ اُس عمارت کے ارد گرد پھرتے اور اُسکی خوبصورتی پر حیران ہوتے
مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اِس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ
میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

۲۔ مسلم شریف۔ ترمذی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔

ترجمہ :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء
پر فضیلت دی گئی۔ ۱۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔ ۲۔ رُعب کے
ذریعہ میری مدد کی گئی۔ ۳۔ میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ ۴۔ میرے
لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔ اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔
۵۔ مجھے تمام مخلوق کیلئے رسول بنایا گیا۔ ۶۔ میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر
دیا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ۔

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم
ہو گیا۔ اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔

ابن ماجہ شریف۔ حضور الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب
میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے
گا۔ یعنی حضور آخری نبی اور آپکی امت آخری امت۔

امام ترمذی نے کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر
میرے بعد کسی نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائل صحابہ کے عنوان کے تحت یہ ارشاد نبوی نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ابوداؤد کتاب الفتن میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کریگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جسکی تصریح قرآن و سنت نے کی ہے۔ چسپرا امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ وہ کذاب ہے۔ وصال ہے۔ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کر نیوالا ہے۔

اگرچہ بدستی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن و سکون کو درہم برہم کیا۔ اور فتنہ و فساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اُس کو مرتد قرار دے دیا گیا۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت اور نہ دینی عقل و دانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ

کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے اُن کے خلاف جہاد روارکھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ میلہ کذاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔ بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر شکر کشی کی اور اُس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفاظ اور جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دیکر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ اور کمال یہ ہے کہ دورِ صدیقی کے تمام صحابہ و تابعین اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

تصویر کا پہلا رخ

اور مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گو اپنی تیری والا معاملہ ہے کہ مرزا غلام محمد دعوائے نبوت کے قبل تقریباً ۱۹۰۱ء تک اسی عقیدہ ختم نبوت میں امت اسلامیہ کا ہم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں۔

۱۔ کیا ایسا مفتری بد بخت جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّیْنَ کو خدا کا کلام یقین

کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ مصنف مرزا قادیانی)

۲۔ میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔ (حماتہ البشر ص ۹۶)

۳۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر کے منکر اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت ج دوم ص ۲۲ اشتہار مورخ ۲۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

۴۔ مجھے کب جائز ہے کہ میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔ (حماتہ البشر ص ۹۶)

۵۔ میں اُن تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔ (اشتہاری اعلان ۲۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء تبلیغ رسالت جلد دوم)

۶۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب

بجز قرآن کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد ﷺ کے نہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اُن کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث جو چشمہ حق و معرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں۔ اور تمام باتوں کو تسلیم کرتا ہوں۔ جو کہ اُس خیر القرن میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ اُن پر کوئی زیادتی کرنا نہ کمی۔ اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر خاتمہ اور انجیم ہو گا۔ اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجتماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

(مکتوب عربی بنام مشائخ ہند)

۷۔ ہم مدعی نبوت (یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد) پر لعنت بھیجتے ہیں۔ وحی نبوت کے ہم قائل نہیں ہیں۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم)

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت میلہ کذاب کا بھائی کا فرخیت ہے۔ (انجام آتھم)

۹۔ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (فیصلہ آسمانی ص ۱۱)

۱۰۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثنائے خاتم النبیین نام رکھا ہے۔ اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اُس کی تفسیر اپنے قول ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“

میں واضح طور پر فرمادی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے
 بعد اُس کا کھٹنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں
 پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے درحقیقہ
 آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں
 کا خاتمہ کر دیا۔ (حماۃ البشری ص ۳۴)

تصویر کا دوسرا رخ - مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

- ۱۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز
 کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔
 (اربعین ص ۶ سوج دوم)۔
- ۲۔ وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)
- ۳۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت۔ انجیل اور قرآن
 پر۔ (کتاب اربعین)
- ۴۔ خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمام لکھا جائے تو
 بیس جزوں سے کم نہیں ہوگا۔ (حقیقت الوحی)
- ۵۔ منم مسیح زمانی منم کلیم خدا منم محمد احمد کے مجتبیٰ باشد
- ۶۔ میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور
 جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر

دوں۔ یا کیوں کر اُس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

۷۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)
۸۔ خدا نے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے
جن کی یہ تائید کی گئی اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(تمہ حقیقت الوحی ۱۹۰۱ء)

۹۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو
کر اور اُس کے نام محمد اور احمد سے مستی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی
بھی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۵)

۱۰۔ اگر کوئی شخص اس وحی الہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا
نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی
اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹ گئی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت)



قادیانیوں کے لغویات اپنے مخالفین کے متعلق

- ۱۔ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مکتوب مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم کتاب الذکر الحکیم ص ۱۴)
- ۲۔ اے مرزا جو پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(رسالہ معیار الاخیار الہام مرزا)

- ۳۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

- ۴۔ کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کنجریوں کی اولاد جنکے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی مجھے نہیں مانتے۔

(آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد دینی)

- نوٹ: مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا کا منکر تھا اور مرزا کو نہیں مانتا تھا۔ اس لیے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

- ۵۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔

(آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

- ۶۔ حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں

گونجتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف وفاتِ مسیح یا چند اور مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات رسولِ کریم قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں اُن سے اختلاف ہے۔
(مرزا محمود احمد الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۱ء)

۷۔ غیر احمدیوں کا کفرِ بدینا ثابت ہے اور کفار کے لیے دعا بر مغفرت جائز نہیں۔ (روشن علی محمد سرور قادیان الفضل ۷ فروری ۱۹۳۱ء)

۸۔ وہ مرزا غلام احمد ایسا ہی نبی مانتا ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام نبی تھے۔ اس لیے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لیے دعائے استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۹۔ جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔
(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

۱۰۔ میں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے مگر میرے عقائد کو دبا نہیں سکتی لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابو جہل کے حامیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے

ہوتے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔

(روزنامہ آفاق، ۳۰ دسمبر ۱۹۵۱ء)

فرنگی سکھ ہندو اور مرزائیت

۱۹۴۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمین ہند پر انگریزوں کا تسلط تو ہو گیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف ہے اور انہوں نے اپنے راج کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج اور بے دست و پا کر دیا جائے۔ انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ یہ جذبہ جب بیدار ہوتا ہے تو مسلمان موت کھیلنے لگتا ہے۔ طویل سوچ بچار کے بعد سرنگی اصول کے مطابق (divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یعنی ملت اسلامیہ کی وحدت میں شکاف ڈالا جائے۔ تجویز ہوا کہ کسی شخص سے محمد کا حواری نہی ہونے کا دعوائے کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں مہاراجہ پٹیالہ جے سنگھ نے انگریزوں کی طرف پیشکش کی تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ہوا۔ مرزا صاحب نے مہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید مہاراجہ پٹیالہ کے احسان کا شکر یہ کیچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزا نے اپنا ایک الہامی نام

امین الملک جے سنگھ بہادر بتایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خداوند فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لے دھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور سیر ہونے کا اعلان بھی لے دھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیلالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا۔ تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نور الدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کا معالج خصوصی تھا۔

اس لیے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لیے ابتدا میں قسم ریاست پٹیلالہ سے ملی تھی جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف حقیقت الوحی صفحہ ۳۵۰ پر یوں کیا ہے کہ:-

جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لیے روپیہ نہ تھا۔ اور میں ایک گناہ آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تناکو ہلا۔ تیرے پر تازہ بہ تازہ کھجور گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیلالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ ان کو میری طرف مائل کر دیا۔ اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا۔ اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔

قادیانیوں ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جو شمع دکھائی دیتی ہے۔ اور احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ اور آخر میں محبت ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ (مضمون ڈاکٹر شکر داس اخبار ہند سے مائرم ۲۲۔ اپریل ۱۹۳۷ء)

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHMADIAH AMMAAT"

ادارہ کی ایک اہم پیشکش

علماء دیوبند کیلئے لمحہ فکریہ

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ملنے کا پتہ:

فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے